

اسلام میں رہبانیت

پاکستان

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ

ادیان سابقہ اور مذاہب جدیدہ میں روحانیت کا طرہ امتیاز گوشہ نشینی اور ترک دنیا ہے۔ ہندوستان میں ساہو جوگی، یہودیت میں اجار، عیسائیت میں رساں، سکھ مت میں گردگیاں، اسی ترک دنیا کا نتیجہ ہیں۔ وہ دنیوی امور و معاملات سے نفرت رکھتے ہیں اور ان سے فرار کو منہ ہائے مقصود قرار دیتے ہیں۔ روحانی ادیان و مذاہب کے مقابلے میں مادی اور الحادی نظام ہیں، جو دنیا و مافیہا ہی کو مقصودِ حیات ٹھہراتے ہیں۔ عقل کو آخری قوت قرار دیتے ہیں۔ وحی و الہام کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لائے اس میں نہ کلیتہً ترک دنیا کی گنجائش ہے اور نہ لہو و لعب ہی مقصودِ حیات ہے۔ یہ دین وحی الہی پر مبنی ہے اور وحی الہی دنیا و آخرت دونوں پر محیط ہے۔

مصلحت در دین عیسائی عن رد کوہ

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ

سابقہ ادیان میں رہبانیت اور ترک دنیا کو مذاہب کا نمایاں وصف قرار دیا جاتا تھا اور جو شخص اس وصف سے جتن زیادہ متنصف ہوتا تھا، وہ اتنا ہی زیادہ مذہبی اور دیندار قرار پاتا تھا، ان تارک الدنیا اجار و رہبان کیے مقابلے میں جو لوگ دنیوی امور اور معاشی مسائل کے حل میں مصروف ہوتے، تسخیر کائنات اور علوم انفس و افاق میں مشغول ہوتے، انہیں احساس گنہ میں مبتلا کر دیا جاتا۔ انہیں سمجھایا جاتا کہ جو لوگ ترک دنیا پر قدرت رکھتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرح قابل پرستش ہیں۔ ان کی پوجا کی جانی چاہیے جسے قرآن حکیم نے اس آیت میں بیان فرمایا:

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ
 "انہوں نے اپنے علماء اور مذہبی پیشواؤں کو اللہ کے سوا رب قرار دے لیا"
 تارک الدنیا، روحانی پیشوا، لوازمات حیات سے تو بے نیاز نہیں ہو سکتے
 تھے، مگر وہ ان کے حصول کو معیوب قرار دیتے تھے۔ اس تضاد کا نتیجہ یہ نکلا کہ
 انہیں گزراوقات کے لیے دوسروں کی کمائی پر انحصار کرنا پڑتا۔ اس مقصد کے
 حصول کے لیے انہیں باطل ذرائع روزی اختیار کرنے پڑتے وہ اس کا طریقہ کد
 یہ اپناتے کہ احساسِ گناہ میں مبتلا دنیا داروں کے دلوں میں نجات کی تمنا پیدا
 کرتے پھر اس تمنا کو گناہگاروں کے اموال کے ساتھ جوڑ دیتے، پھر اس بات
 کریں قرآن حکیم نے اس روحانیت اور اس کی بنیاد پر حاصل کردہ کمائی کو باطل
 ذریعہ روزگار قرار دیا۔ ارشاد قرآنی ہے :

إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُونَ
 أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيُصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
 اکثر یہودی علماء اور عیسائی مذہبی پیشوا لوگوں کی کمائی باطل طریقے سے کھاتے

ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

یہی وہ مادی اسباب تھے جنہوں نے دین میں رہبانیت کو جگہ دی، ورنہ
 اصل دین میں ابتدا ہی سے ترک دنیا اور رہبانیت کے لیے کوئی گنجائش نہ تھی۔ یہ
 بعد کی پیداوار ہے جسے لوگوں کی کمائی باطل طریقے سے کھانے کے لیے ایجاد کیا گیا:
 وَرُهَبَانِيَّةٌ ذَاتُ بَغْيٍ يُصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

اور گوشہ نشینی کو انہوں نے خود ایجاد کر لیا تھا ہم نے اسے اپن فرض نہیں کیا تھا
 سابقہ ادیان میں خود ساختہ روحانیت، اسلام کے لیے سرگزشتِ قبول نہ تھی۔
 اس میں دنیا کو آخرت کی کھیتی مٹا دیا گیا ہے: الدنیا منذرعة الآخرة

۱۔ قرآن حکیم (توبہ: ۳۱) ۲۔ قرآن حکیم (توبہ: ۳۵)

۳۔ قرآن حکیم (الحجہ: ۵۷، ۵۸)

دین و دنیا، عبادات و معاملات میں حسین امتزاج پیدا کیا گیا۔ خود ساختہ روحانیت اور مادہ پرستی کی انتہا پسندی ختم کر کے دینی اور دنیوی امور و معاملات میں اعتدال و توازن پیدا کیا۔ مادہ پرستوں کو سمجھایا:

وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝

”یہ حیاتِ دنیا محض متاعِ سبب ہے۔“

قرآن و سنت کی انہیں مستند، لازوال اور ہمہ گیر تعلیمات کی بنیاد پر ترک دنیا اور رہبانیت والی روحانیت کے خلاف پوزی قطعییت کے ساتھ اسلام کے دوامی فیصلہ کا اعلان ہوا:

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ ۝

رہبانیت کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

اسلام کو ادیانِ عالم پر جو فوقیت حاصل ہے، اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ یہ دین انسان کی جملہ خداداد صلاحیتوں کی من کل الوجہ پرورش و تکمیل کرتا ہے۔ یہ اذہان و قلوب کو دینی و روحانی اقدار سے سرشار کرتا ہے اور اجسام و ابدان کو حلال و جائز ذرائع سے سیراب کرتا ہے۔ یہ دین انسان کی اندرونی دنیا کو متور کرتا ہے اور بیرونی دنیا کو حسین و جمیل بناتا ہے۔ یہ انسان کو دنیا سے مندار کے بجائے اس میں قرا رکھ کر تعلیم دیتا ہے۔ یہ مظاہر فطرت کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے بجائے کائنات کی تسخیر کا سبق دیتا ہے۔ یہ ظلم کی جگہ عدل، منافقت کی جگہ صداقت، منفع کی جگہ قوت، جہالت کی جگہ علم، ویرانی کی جگہ آبادی، بے سوست کی جگہ تازگی، تعصب کی جگہ توازن، تشدد کی جگہ اعتدال پیدا کر کے، انسان کو انسان بناتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندار و ترک دنیا والی روحانیت کی جگہ

۱۔ قرآن حکیم (آل عمران ۳: ۱۸۵)

۲۔ اس مفہوم کی دوسری روایات اس طرح بیان ہوئی ہیں:

(۱) اِنَّ الرَّهْبَانِيَّةَ لَمَوْتٌ كَتَبَ عَلَيْنَا (احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۲۶)

(۲) اِنِّي لَمِ اَوْمَرُ بِالرَّهْبَانِيَّةِ (دارمی نکاح ۳)

انسانیت کو جہاد و جہدِ حیات والی روحانیت سے متعارف فرمایا۔ مومن ذاتی اغراض
نفسانی خواہشات اور سفلی جذبات کو قابو میں لانے کی جدوجہد میں مصروف ہو یا
دنیا سے ظلم و استبداد اور کفر و الحاد کے انسداد کے لیے میدان کارزار میں تیغ و سنان
اور توپ و طیارہ کے ساتھ جرأت و شجاعت کے جوہر دکھا رہا ہو۔ وہ دونوں
صورتوں میں روحانیت کی منازل طے کر رہا ہوتا ہے، اسلامی تعلیمات کے تابع
جہدِ حیات اور جہادِ سیف و قلم میں بھرپور شرکت اور لطف اندوزی اسلامی روحانیت
کا طرہ امتیاز ہے۔ اس طرزِ روحانیت کو اپنانے والے اور اس منفرد روحانیت
سے انسانیت کو روشناس کرائے والے ختمِ الرسل، خیر البشر، اشرف الانبیاء نے فرمایا،
وَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ

دعایک بال جہاد فانہ رهبانیۃ الاسلام ہے۔

واہ سبحان اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب اسلامی روحانیت
کی تعریف فرمائی! کہاں وہ رهبانیت والی روحانیت جو دنیا سے منہ راس کشا کر
انسان کو بادی سے ویرانی، اعتدال سے انتہا، اور توازن سے تشدد کی طرف لے
جاتی ہے اور کہاں یہ جہاد والی رهبانیت جو دنیا سے ظلم و جور ختم کر کے عدل و انصاف
کے قیام پر آمادہ کرتی ہے اور جس سے عین میدانِ جنگ میں معجزات کا ظہور ہوتا
ہے، وَمَا رَمِيتْ اِذْ رَمِيتْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی
اور نہ پھینکا تھا تو نے جس وقت پھینکا تھا بلکہ اللہ نے پھینکا تھا۔
اور کہا اقبال نے :

کس کی سبیت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ہوا اللہ اَحَدُ کہتے تھے
آگیا عینِ لڑائی میں اگر وقتِ نواز!
قبلہ رو ہمو کے زمینِ یوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز!

اے مسند احمد بن حنبل ۳، ۸۲-۲۶۶ اے قرآن مجید (انفال ۱۶:۸)

بندہ وصاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت علوم انفس و آفاق
میں انہماک، تسخیر کائنات میں مسابقت، جہد حیات میں جرأت و شجاعت، عزم و
استقامت اور صبر و استقلال کے کارنامے نمایاں دکھلتے وقت قلب و ذہن کی
پاکیزگی، عرص و طمع اور متاع حیات سے اجتناب، خشیت الہی کے تلازم اور للہیت
کو اپنانے کی تعلیم دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ اسی
روحانیت کا عملی نمونہ اور آپ کا اسوہ حسنہ اسی کی زندہ و تابندہ تصویر ہے۔
قرآن حکیم نے آپ کی رات کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے:

لَا يَتَّبِعُهَا الْمَتَمَلِّدُ تَوَالِيلَ إِلَّا قَلِيلًا ۖ لَئِنْ لَمْ يَنْصِفْهُ أَوْ الْقُصْ
مِنْهُ قَلِيلًا ۖ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِلَ الْقُرْآنُ تَرْتِيلًا ۖ

یہ آپ کی شب بیداری کی کیفیت تھی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
بیان ہے کہ اس دوران آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے اور آپ کے سینے سے
چمکی کی گونگڑا ہٹ کی سی آواز سنائی دیتی تھی۔ قیام لیل اس لیے تھا کہ انسانیت
کی فوز و فلاح کے لیے بھاری ذمہ داری آپ پر ڈالی جا رہی تھی۔
اِنَّا سَنُلْقِيْكَ فِتْنًا ۖ فَتَوْلَا تَقِيْلًا ۖ
”تحقیق ہم ڈالیں گے آپ پر بھاری بات۔“

شب بیداری نفس کشی اور سیدھی بات کی تربیت کے لیے
ضروری ہے: اِنَّ نَّاسِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ دُطًا ۚ وَاَقْوَمُ قِيْلًا ۖ
”رات کا اٹھنا بہت سخت ہے نفس کو کچل دینے اور بہت سیدھا کرنے والا ہے بات کو
اسلامی روحانیت میں یہ رات کا پروگرام بیان ہوا۔ اب ملاحظہ ہوں کہ
لاح عمل جو قرآن حکیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان کیا ہے۔
اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۖ

۱۔ قرآن حکیم (المزل ۳، ۱۰۴) ۲۔ قرآن حکیم (المزل ۳، ۵۱)

ناشئۃ لیل، قیام لیل، ترتیل و تدرّان،
اور آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق دن کے دوران عناصر روحانیت یہ ہوئے:
صبح طویل، تبتّل الی اللہ، اتخاذ وکیل، ہجر جمیل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ کو اپنی تعلیم و تربیت سے
اسلامی، دینی اور روحانی تعلیمات و اقدار کے سانچے میں ڈھالا وہ بھی اسی
روحانی زندگی کا عملی نمونہ تھے۔ قرآن و سنت کی مستند حقیقت اسلام کی مستند
صداقت اور امت مسلمہ کا بھی اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
اسلامی روحانیت کے شاہکار عظیم تھے۔ ان سے بڑھ کر قیامت تک کوئی بڑی روحانی
شخصیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ان پاکیزہ ارواح کی کیفیت یہ تھی کہ انہیں جو روحانی
تعلیم، ملتی معلون اور ذہنی طمانیت بدرود احد اور خندق و حنین کی معرکہ آرائیوں اور
میدانوں میں حاصل ہوئی تھی، وہ لاریب یہودی اجبار، عیسائی رہبان، ہندو
جوگیوں و سادھوؤں، سکھ گرو گیارنیوں کو پہاڑوں، غاروں، خلوتوں، مندروں اور
سمادھیوں میں ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام کی انہیں صفات عالیہ اور
اوصاف فاضلہ کے سبب ان کی تعریف یہ کی گئی ہے:

ہو باللیل رہبان وبالنہار فرسان ۱

”وہ رات کو تنہا گزارا اور دن کو شاہسوار تھے۔“

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۲

”اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ فوز عظیم ہے۔“

مزل و مدثر ایس و طہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انسانیت پر یہ احسان عظیم ہے
کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے طفیل دنیا ”رہبان و فرسان“ تنہا گزارا اور شاہسوار
کے حسین امتزاج والی روحانیت سے روشناس ہوئی، اور آپ نے انسانیت
کو فرار دنیا کے بجائے قرار دنیا کا سبق سکھایا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۔ قرآن حکیم (المزمل ۳: ۱۰)

۲۔ سید سیدان لدھی، خطبات مدرّس ص ۱۸۲۔ مطبع معارف اعظم گڑھ (بھارت)

۳۔ قرآن حکیم (المائدہ ۵: ۹۹)